

قرآن سے تمسک قرآن سے تمسک اور اس پر عمل

<?xml encoding="UTF-8">

فصل اوّل کے تین امور میں سے پہلا امر جو تلاوت سے مخصوص تھا اس میں تلاوت کی کیفیت اور اس کی ذمہ داری وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کی گئیں اب اس امر کے تحت آنے والے دو ابواب یعنی قرآن سے تمسک اور اس پر عمل کے باب اور نزل قرآن کے باب پر یہاں اجمال کے ساتھ بحث کی جارہی ہے۔

قرآن سے تمسک اختیار کرنا

قرآن سے تمسک اور اس پر عمل کے باب میں ”کافی“ کے اندر کئی روایتیں نقل ہوئی ہیں جن میں سے ایک طویل حدیث یہاں نقل کر رہے ہیں امام صادق علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

”ایہا الناس انکم فی داور ہدنة وانتم علی ظہر سفروا السیر بکم سریع“

اے لوگوں! ابھی تم آرام کی جگہ اور صلح و آشتی کی منزل میں زندگی بسر کر رہے ہو تم ابھی راہ میں ہو اور تمہیں تیزی کے ساتھ لے جایا جارہا ہے

”وقدراً یتیم اللیل والنہار والشمس والقر یبلیان کلّ جدید ویقربان کلّ بعید ویأتیان بکل موعود فادّو الجہاز لبعد المجاز“

بلاشبہ تم نے دیکھا کہ شب دروز اور آفتاب و ماہتاب کی گردش ہر نئی چیز کہنے بنا دیتی ہیں، اور ہر دوری کو نزدیک کردیتی ہیں اور زمانہ کی یہ رفتار ہر وعدہ کی ہوئی چیز کو تمہارے سامنے پیش کرتی ہے، پس طویل مسافت کے لئے وسیلہ مہیا کرو کیونکہ تمہاری گزرگاہ اور عبور کی جگہ بہت دور ہے اور اس کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے۔

”قال: فقام المقداد بن الاسود فقال: یارسول اللہ وما دار الہدنة؟ قال دار بلاغ وانقطاع“

اس وقت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ: ”دارہدنة“ کیا ہے؟ فرمایا: ایسا گھر جو پہنچانے والا اور جدا کرنے والا ہے (کیونکہ انسان کو آخرت کی منزل تک پہنچاتا ہے اور انسان دنیا میں جس جس چیز سے لگاؤ اور دوستی رکھتا ہے اس سے اسے جدا کر دیتا ہے

قرآن شفیع بھی ہے اور شاکی بھی

”فاذا البسة علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانہ شافع مشفع وماحل مصدق“

پس اگر فتنے اور آشوب تاریک رات کے حصوں کے مانند تمہیں ڈھانپ لیں تو قرآن کی طرف رجوع کرو کیونکہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت خدا کے یہاں مقبول ہے اور ایسا عرض گزار ہے جس کی شکایت قابل قبول ہے“

سچ ہے! اگر قرآن قیامت کے دن تمہاری شفاعت کرے اور تمہارے حق میں کلام کرے تاکہ خدا تمہارے ساتھ ازروئے عدل پیش نہ آئے بلکہ رحمت کو عدل کا ساتھی قرار دے اور صرف خدائے عادل نہیں بلکہ خدائے عادل

ورحیم تمہارا حساب و کتاب کرے تو قرآن کی شفاعت مقبول قرار پائے گی۔ چنانچہ اگر خداوند عالم صرف عدالت کے ساتھ آپ کا حساب و کتاب کرے گا تو بڑی مشکل پیش آئے گی لیکن اگر رحمت بھی عدالت کے ساتھ شامل ہوگئی اور دونوں نے باہم آپ کا حساب و کتاب کیا تو نجات کی امید پیدا ہو جائے گی۔ جس طرح قرآن کی شفاعت خدا کے نزدیک قبول ہے یوں ہی اگر خدا نخواستہ وہ تمہاری شکایت کرے اور تمہاری بد اعمالیاں بیان کرے اور روز جزا کے مالک سے تمہاری شکایت کرے تو خداوند عالم اس کی شکایت کی تصدیق کرے گا، کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے پس اگر وہ بندوں کی شکایت صاحب کلام تک پہنچائے تو متکلم اپنے کلام کی تصدیق کرے گا اور اس پر یقین کرے گا۔ اور وہ دن بہت سخت و دشوار ہے کہ قرآن مجید شفاعت کے بجائے ہماری شکایت کرے۔

قرآن بہترین رہنما

”ومن جعله امامه، قاده الى الجنة ومن جعله خلفه ساقه الى النار“

جو قرآن کو اپنے سامنے رکھے اور اس کی پیروی کرے تو قرآن اس کا ذمہ دار وضامن ہوگا اور اسے جنت کی جانب روانہ کرے گا اور جو شخص قرآن کو پس پشت ڈال دے (ببذکتاب اللہ وراء ظہوہ) قرآن اسے دوزخ اور عذاب الہی کی طرف ہنکالے جائے گا۔

”وهوالدليل يدل على خير سبيل“

اور قرآن ایسا رہنما ہے جو بہترین راہ کی نشان دہی کرتا ہے۔

”وهكتاب فيه تفصيل وبيان وتحصيل وهو الفصل ليس بالهزل“

وہ ایسی کتاب ہے جس میں ہر چیز کی تفصیل اور اس کا بیان ہے، اس سے حقائق حاصل ہوتے ہیں اور کوئی مبہم بیان اس میں نہیں پایا جاتا۔ وہ جو بات بھی کہتا ہے سنجیدہ اور فیصلہ کنندہ ہے اس میں کبھی مذاق اور غیر سنجیدگی نہیں پائی جاتی۔

باطن قرآن کو سمجھنے کے لئے وراثتی علم ضروری ہے

”له ظہر وبطن“ قرآن میں ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

قرآن کے ظاہر کو ظاہری علوم کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے باطن کو ظاہری، علوم سے نہیں سمجھا جاسکتا۔ امام صادق علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص تھا جو ایک مدرسہ کا اُستاد تھا اور اس نے فقہی و دینی مسائل میں کئی کتابیں بھی لکھی تھیں۔ ایک روز امام صادق علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا: ”بماذا تفتي الناس“ کس چیز کے ذریعہ کے فتویٰ دیتے ہو؟ اس نے عرض کی: ”بالقرآن“ میں قرآن سے لوگوں کو فتویٰ دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: تو قرآن سے فتویٰ دیتا ہے جبکہ خداوند عالم نے تجھے قرآن سے ایک حرف بھی عطا نہیں کیا ہے اور تو نے قرآن کے ایک حرف کی بھی میراث نہیں پائی ہے ”وماورثك الله من القرآن حرفاً“

وہ شخص جو ایک فرقہ کا پیشوا تھا اور جس نے قرآن کے احکام و مسائل سے متعلق کتابیں لکھی تھیں امام اس سے فرماتے ہیں تجھے قرآن کا ایک حرف بھی میراث میں نہیں ملا ہے! کیونکہ پڑھ لکھ کر حاصل کیا جانے والا علم قرآن کے ظاہر تو پہنچا سکتا ہے لیکن باطن قرآن کو وراثتی علم کے بغیر حل نہیں کیا جاسکتا اور جو

وارث انبیاء ہے صرف وہی باطن قرآن سے حاصل کرسکتا ہے۔ اگر ایسے علماء پیدا ہوں جو حقیقاً انبیاء اور ان کے اوصاف کے وارث ہوں تو وہ باطن قرآن تک پہنچ سکتے ہیں مگر جس نے عملی طور سے انبیاء کی راہ کو ترک کردیا اور ظاہر قرآن کا کچھ علم حاصل کرلیا وہ قرآن کی میراث سے کچھ بھی نہ پائے گا۔

”فَظَاهِرُهُ حَكْمٌ وَبَاطِنُهُ عِلْمٌ، ظَاهِرُهُ انِيقٌ وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ لَهُ تَخُومٌ وَعَلَى تَخُومِهِ تَحُومٌ لَا تَحْصِي عَجَائِبُهُ وَلَا تَبْلِيْ غَرَائِبُهُ“

قرآن کا ظاہر اور حکم دستور ہے اور اس کا باطن علم و دانش ہے۔ اس کا ظاہر خوبصورت ہے اور باطن دقیق و عمیق اس میں گہرائیاں پائی جاتی ہیں اور ان گہرائیوں میں بھی گہرائیاں ہیں۔ اس کے عجائب و غرائب ناقابل شمار اور سدا بہار ہیں جو کبھی فرسودہ نہ ہوں گے۔ (کیونکہ قرآن صاحب علم اور حکمت خدا کی طرف سے آیا ہے اور شب و روز، زمانہ کی گردشوں اور آفتاب و مہتاب کے طلوع و غروب سے بالا تر ہے لہذا وہ کبھی زمان و مکان کی گردشوں سے فرسودہ و کہنہ نہ ہوگا)

قرآن الہی جلوہ گاہ

” فِيهِ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَمَنَارُ الْحِكْمَةِ وَدَلِيلٌ عَلَى الْمَعْرِفَةِ لِمَنْ عَرَفَ الصِّفَةَ فَلْيَجْلِ جَالِ بَصَرِهِ وَلْيَبْلِغِ الصِّفَةَ نَظَرَهُ يَنْجُ مَنْ عَطِبَ وَيَتَخَلَّصُ مَنْ نَشِبَ“

قرآن میں ہدایت کے چراغ، حکمت کی نشانیاں اور معرفت کی دلیل موجود ہیں لیکن یہ سب اس کے لئے ہے جو ان علامتوں اور صفتوں کو پہچانتا ہو پس آگے بڑھنے والا اور صاحب تحرک یہ چاہتا ہے کہ اپنی آنکھوں کو اور جلابخشے اور بغور مشاہدہ کرے تاکہ اس صفت کو درک کرسکے نیز ہلاکت سے نجات اور جہالت سے چھٹکارا پاسکے۔

قرآن اس الہی سائن بورڈ کے مانند ہے جو انسانی زندگی کی راہ میں نصب کیا گیا ہے لیکن اس کے لئے پاک فطرت کی ضرورت ہے تاکہ اس میں لکھی ہوئی علامتوں اور نشانیوں کو حاصل کرسکے اور حقیقت بینی کی ضرورت ہے تاکہ ان صفات کو دیکھ سکے جو شناخت و معرفت کا سبب ہیں اور ان صفات کو درک کرتے ہوئے خود کو ہلاکت و جہالت سے دور کرے اور دوسروں کو بھی نجات بخشے۔

اس کے بعد آنحضرت استدلال فرماتے ہیں:

” فَإِنَّ التَّفَكُّرَ حَيَاةَ قَلْبِ الْبَصِيرِ كَمَا يَمْشِي الْمَسْتَنِيرُ فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ فَعَلَيْكُمْ بِحَسَنِ التَّخَلُّصِ وَقَلَّةِ التَّرَبُّصِ“ ([1])

صاحب بصیرت انسان غور فکر کے ذریعہ زندہ ہے اور فکر ہی انسانی دل کو حیات بخشتی ہے بالکل یوں ہی جیسے روشنی کا طالب نور یا چراغ کے ذریعہ اندھروں اور تاریکیوں میں راہ طے کرتا ہے پس تم پر لازم ہے کہ بہترین انداز میں نجات و رہائی کی کوشش کرو اور اس کے انتظار میں کم رہو (تم ایسے مسافر کے مانند ہو کہ اگر جلدی نہیں گئے اور خود کو مشغول رکھا تو خواہ مخواہ تمہیں خود ہی لے جایا جائے گا پس خود زمین پرجم کرنے رہ جاؤ اور اس سے پہلے کہ لوگ لے جائیں تم خود چلے جاؤ اور خود چھٹکارہ حاصل کرو اور قید و بند نیز دنیا کے روابط و تعلقات سے اپنا دل ہٹالو)

قرآن کی ہدایت و نورانیت

شیخ کلینی، حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک دوسری روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اصحاب و انصار سے فرمایا: ”اعلموا ان القرآن هدى النّهار ونوراللیل المظلم علی ماکان من جهد وفاقه“ [2] (جان لو کہ قرآن دن میں ہدایت اور رات میں روشنی و نورانیت فراہم کرتا ہے اگرچہ حاملان قرآن جدوجہد میں مصروف اور فقروفاقہ میں مبتلا ہوں یعنی مشکلات کا دباؤ اور تنگ دستی ان کی روشن ضمیر میں آڑے نہیں آتی جبکہ اکثر حاملان قرآن زیادہ تر زندگی کے مشکلات اور فقر و تنگدستی کا شکار رہتے ہیں پھر بھی ان دونوں فضیلتوں یعنی دن کی ہدایت اور تاریک رات کی نورانیت سے شرف یاب ہوئے ہیں۔

ابن بابویہ قمی نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرماتے ہیں:

”وعلیک بتلاوة القرآن والعمل به ولزوم فرائضه وشرائعه وحلاله وحرامه ونهيه والتهجّده وتلاوته فی لیلک ونهارک فانّه عهد من اللّٰه تعلیٰ الی خلفهفو واجب علی کلّ مسلم ان ینظر کلّ یوم فی عہدہ ولو خمسین آیة“

میں تمہیں قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کی تاکید کرتا ہوں۔ تم پر اس کے فرائض، واجبات، شرائع، حلال و حرام اور امر و نہی کی پابندی ضروری ہے، قرآن کے ساتھ شب زندہ داری کرو۔ رات اور دن میں قرآن پڑھنا چونکہ یہ قرآن خداوند عالم کا اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہوا عہد و پیمان ہے لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ خدا کے اس عہد پر نظر ڈالے چاہے ہر روز پچاس آیت ہی کیوں نہ پڑھے۔

جنت کے درجے آیات قرآن کے برابر

”واعلم ان درجات الجنّة علی قدر آیات القرآن فاذا کان یوم القيامة یقال لقاری القرآن: اقرا وارقا“

جان لو کہ جنت کے درجات قرآن کی آیتوں کے برابر ہیں۔ پس جب قیامت کا دن نمودار ہوگا تو قرآن کی تلاوت کرنے والے سے کہا جائے گا کہ تلاوت کرو اور بلندی حاصل کرو۔ یعنی جس قدر اس نے دنیا میں قرآن پڑھا اور اس کی تعلیم حاصل کی تھی اسی قدر قرآن وہاں ظاہر ہوگا۔ اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا آخرت میں اس کی ترقی اور درجات کی بلندی دنیا میں اس کے قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی مقدار سے تعلق رکھتی ہے۔

بلاشبہ جنت میں انبیاء و صدیقین کے بعد حاملان قرآن سے پڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے لہذا جنت کے درجوں کو قرآنی آیات کے ذریعہ حاصل کرنا چاہئے۔

قرآن کی جامع تعریف

شیخ کلینی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں آنحضرت نے چند جملوں میں قرآن کی جامع و کامل تعریف بیان فرمائی ہے۔

”القرآن هدی من الضلالة وتبیان من العمی واستقالة من العثرة ونور من الظلمة وضیاء من الاحداث وعصمة من الهلکة ورشد من الغواية وبيان من الفتن وبلاغ من الدّنيا الی الآخرة وفيه کمال دینکم وما عدل احد عن القرآن الاّ الی النّار“ [3]

یعنی قرآن مندرجہ ذیل فضائل و اوصاف کا حامل ہے۔

۱۔ رہنما اور گمراہوں کی ہدایت کرنے والا۔

- ۲۔ ہر اندھے کو بینائی عطا کر دیتا ہے۔
 - ۳۔ ہر طرح کی لغزش سے بچاتا ہے۔
 - ۴۔ ہر طرح کی ظلمت و تاریکی کے لئے نور و روشنی ہے۔
 - ۵۔ ہر حادثہ میں امید کی کرن ہے۔
 - ۶۔ ہر ہلاکت سے بچانے والا ہے۔
 - ۷۔ ہر طرح کی گمراہی میں راہ راست دکھانے والا ہے۔
 - ۸۔ تمام فتنوں کو واضح کرنے والا ہے۔
 - ۹۔ انسان کو دنیا سے آخرت کی جانب لے جانے والا ہے۔
 - ۱۰۔ تمہارے دین کا کمال قرآن میں ہے۔
 - ۱۱۔ جس نے بھی قرآن سے منہ موڑا واصل جہنم ہوا۔
- ”کافی“ کتاب فضل القرآن میں دوسری روایتیں بھی ہیں جنہیں دقت نظر سے پڑھنا مفید ہوگا ہم نے یہاں چند روایتیں نمونہ کے طور پر نقل کی ہیں۔
- اب چند روایتیں نزول قرآن کے سلسلہ میں کہ قرآن کب نازل ہوا اور کس سلسلہ میں نازل ہوا۔ پورا قرآن ایک مرتبہ میں نازل ہوا یا رفتہ رفتہ انشاء اللہ اس بحث کو آئندہ ذکر کریں گے۔

[1] کافی، ج ۲، کتاب فضل القرآن، روایت دوم

[2] کافی کتاب فضل القرآن، روایت ششم

[3] کافی کتاب فضل القرآن، آٹھویں روایت